عصر حاضر میں بیوع کی ممنوع اشکال کے انسانی زندگی میں مضرات اور انکا ممکنہ تدارک

DETRIMENTS OF THE TRADE OF PROHIBITED GOODS ON HUMAN LIFE AND ITS POSSIBLE CONTROLS

1-DR. RAHAT RIZVI
Assistant Professor, Department of Essential studies, NED University of Engineering and Technology.
Email: rahatrauf@gmail.com

2-DR AMJAD OBAIDULLAH
Principal, Government College Multan
Email: amjadobaid78@gmail.com

Rizvi, Rahat. Obaidullah, Amjad **"Detriments of the Trade of Prohibited Goods on Human Life and its Possible Controls"** Al-Raheeq International Research Journal Vol 2, Issue. 1 (January 29, 2023). Pg. No: 25-53

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al Madni Research Centre
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2023-01-23
ISSN No:	
Print version:	2959-7005
Online version:	2959-7013

Open Access

CC BY NC SA

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, No. 1 || January-June 2023 || P. 25-53

عصر حاضر میں بیوع کی ممنوع اشکال کے انسانی زندگی میں مضرات اور انکا ممکنہ تدارک

DETRIMENTS OF THE TRADE OF PROHIBITED GOODS ON HUMAN LIFE AND ITS POSSIBLE CONTROLS

Abstract

The sale and purchase of goods and services are essential to mundane human life. Guidelines of Deen -e- Islam not only help but guide in organizing this significant part of life to be successful in both worlds. The Sharia guidelines lead to purchasing goods and services that benefit individuals and society. However, they prohibit buying those services and goods which cause harm to human life, i.e., individual and culture, economic life, and spiritual life. Those who ignore or violate sharia guidelines about what to sell and purchase and how to sell and buy; possibly commits wrong or impermissible action not aligned with the policies of Sharia. Which, in turn, causes harm to social and collective, and economic life. Therefore, this research study aims to present possible disadvantages caused by involving in the sale and purchase of haram goods and actions which hinder human beings' sustainable moral,

spiritual, and economic development. Also, the study articulates ways to avoid and control these harms.

Key Words: ***Disadvantages, Trade, prohibited goods and services, Shariah***

خرید وفروخت انسانی زندگی ایک اہم پہلو ہے. جس کے اصول وضوابط شریعت مطہرہ نے نہایت وضاحت سے بیان فرمائے. ان اقسام بیوع ممنوعہ کی فہرست طویل ہے تاھم ان محرمات بیوع میں **معدوم کا خرید وفروخت، غیر مقدور التسلیم کو فروخت کرنا، دین کا بیع، بیع الغرر، نجس کا خرید وفروخت، عربون کا بیع، پانی کا بیع، غیر مقبوض کا بیع، مجہول کا بیع، بیع العینہ، البیع بثمن محرم کالخمر والخنزیر، چوری، اور ڈاکہ زنی کا مال فروخت کرنا، گلوکاری، اور قحبہ گری اور جوئے بازی کی کمائی سب شامل ہے**۔ زیر نظر مقالہ میں انھی مضرات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

فصل اول:

عقائد سے متعلقہ مضرات

ہر قسم کا ممنوع بیع کسی نہ کسی طرح انسان کی فکری واعتقادی فساد کا سبب بن جاتا ہے۔

1۔عام ممنوع بیوع کے مضرات:

اسلام نے معیشت کی بنیاد عقیدہ اور اخلاق پر رکھی ہے، اور وہ تجار کو فہمائش کرتا ہے کہ اللہ ان کے ہر ڈھکے چھپے کو ہر وقت دیکھتا اور جانتا ہے:

إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا[1]

[1] ۔النساء:01

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, No. 1 || January-June 2023 || P. 25-53

اسلام تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی قرار دے کر ان کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کریں جو انہیں اپنے لیے پسند ہے:

لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِ[2]"

ترجمہ: ''تم میں کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا؛ جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے،،۔

غور فرمائیں! جب ایک مسلمان دوسرے کے لیے وہی پسند کرے گا جو اس کی اپنی پسند ہے تو پھر یہ کیوں کر ممکن ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی کرکے، یا عیب دار اور ناقص چیز فروخت کرکے زیادہ اور کھرے مال کی قیمت وصول کرے اور یوں اپنے بھائی کا معاشی استحصال کرے، اسلام تو اپنے ماننے والوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیوب کو چھپا کر چیزوں کو فروخت نہ کریں، ورنہ ان کا یہ عمل نہ صرف ان کے کاروبار سے برکت کو ختم کردے گا؛ بلکہ اللہ کی لعنت کا باعث بھی بن جائے گا، حدیث شریف میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا گیا ہے:

مَنْ بَاعَ عَيْبًا لَمْ يُبَيِّنْهُ، لَمْ يَزَلْ فِيْ مَقْتِ اللهِ، أَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ[3]

ترجمہ: ''جس کسی نے کوئی چیز فروخت کی، جس کے عیب پر اس نے خریدار کو آگاہ نہیں کیا تھا، تو وہ ہمیشہ اللہ کے غصہ میں رہے گا، یا فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے''۔

اسی طرح اسلامی تعلیمات میں یہ بھی ہے کہ خرید و فروخت کرنے والا بااخلاق ہو، نرم خوئی اس کی طبیعت میں رچی بسی ہوئی ہو، دورانِ معاملہ عزتِ نفس کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دے، ایسے افراد کے لیے زبانِ نبوت سے ان الفاظ میں دعا کے الفاظ وارد ہوئے ہیں:

رَحِمَ اللهُ رَجُلاً سَمْحًا اذا بَاعَ وَاذَا اشْتَرٰى وَاذَا اقْتَضٰى[4]"۔

---

[2] ۔ صحيح البخاري (12/1)، حدیث نمبر: 13

[3] ۔ سنن ابن ماجہ الأرنؤوط (356/3)۔ حدیث نمبر: 2247

ترجمہ: اللہ کی رحمت ہو اس شخص پر جو در گزر کرنے والا ہو، جب بھی بیچے، خریدے اور قرض کا مطالبہ کرے۔

تو معلوم ہوا کہ درست عقیدے اور ایمان کے ساتھ ایک مسلمان حرام یا منوع کاروبار نہیں آپنائے گا بلکہ علم کے باوجود ممنوع کاروبار میں مسلسل گرا رہنا اس کی فکری اور اعتقادی خرابی کی علامت ہے کیونکہ انسان جب ایک گناہ کرتا ہے پھر مسلسل اس کو کرتا جاتا ہے تو اس کے نزدیک اس گناہ کی شناعت ختم ہو جاتی ہے جیسا کہ عربہ مقولہ ہے البلية اذا عمت طابت، یہی حال گناہ کا بھی ہے، ممنوع بیوعات قرآن و حدیث میں ممنوع ہے اگر کوئی ان کو کرنے کا عادی ہو تو اس کے نزدیک اس کی قباحت ختم ہو جاتی ہے۔ کسی گناہ کو گناہ نہ سمجھنا فکری فساد ہے۔

2۔بت فروشی کے مضرات:

أن التصوير فيه مضاهاة لخلق الله سبحانه، وتشبيه فعل المخلوق بفعل الخالق، وأن صناعة صور ذوات الروح المحرمة واتخاذها فيه تشبيه بفعل من كانوا يصنعون الصور والتماثيل ويعبدونها من دون الله تعالى، فقد كان أهل الشرك ومن نحا نحوهم من اليهود والنصارى يضعون الصور والتماثيل ليتخذوها واسطة بين الله وخلقه، أو لأجل أن تذكرهم بحال الأنبياء والصالحين، كما صنع قوم نوح وأهل الكتاب، ثم آل بهم الأمر إلى عبادتها من دون الله الواحد القهار، فقد كان تصوير ذوات الأرواح وسيلة إلى الغلو فيها من دون الله تعالى، وربما جر ذلك إلى عبادة تلك الصورة وتعظيمها، هذا فضلاً أن النهي عن إضاعة المال وتبذيره، والمعروف أن إنفاق المال في التصوير والصور مما لا ضرورة إليه، ولا مصلحة تترتب عليه، وفيه إسراف وتبذير[5].

---

[4]۔ سنن ابن ماجہ تالأرنؤوط (321/3)، حدیث نمبر: 2203

[5]۔ عبدالناصر بن خضر میلاد، البيوع المحرمة والمنهي عنها، دار الهدى النبوي، مصر، 2005م (ص: 302)

مفہوم عبارت یہ ہے کہ تصویر سازی میں اللہ کی تخلیق کی مشابہت ہے اور مخلوق کے فعل کا خالق کے فعل کے ساتھ تشبیہ دینے کا مترادف ہے اور اسی طرح ذوروح کی تصویر میں ان لوگوں کی ساتھ بھی تشبیہ بن جاتی ہے جو صورتیں بنا کر اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے تھے۔

فصل دوم

اقتصادیات سے متعلقہ مضرات

مصنوعی قلت:

ذخیرہ اندوزی اس ارادہ سے کی کہ وہ اس طرح مسلمانوں پر اس چیز کی قیمت چڑھائے ،کچھ عرصہ قبل پاکستان میں آٹے اور چینی کا بحران اس کی واضح مثالیں ہیں کہ حکمرانوں اور چند سرمایہ داروں کی ملی بھگت سے غریب ایک ایک لقمے کو ترس گئے تھے۔

غربت میں اضافہ:

ممنوع بیوع میں سودی بیع اور قرضے بھی شامل ہیں جو بالواسطہ طور پر معاشرے کے مصیبت زدہ انسانوں کو بسا اوقات سود پر قرض لینے اور سود در سود کے جال میں لمبے عرصے تک، کبھی کبھی پوری عمر، بلکہ کبھی تو اگلی نسل تک بھی پھنس جانے کے لیے لیے مجبور کر دیتا ہے۔ سود اور پھر سود در سود کا نظام ایسا ہی بے رحم ہے۔ مجبور، کمزور، غریب، بے بس اور یا پھر بے وقوف شخص اپنے خونِ حیات کے قطرے قطرے کشید کرکے مہاجنوں، بینکوں اور سرمایہ داروں کے لیے دولت کی نہروں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ معاشرے کی سطح پر جو کچھ مہاجن کرتا ہے، ملک کی سطح پر وہی کچھ، بل کہ اس سے بدرجہا زیادہ بڑے بڑے بینک کرتے ہیں۔ لوگوں کی وہ جائداد اور عمارتیں قرق کر لی جاتی ہیں جنھیں بینکوں کو رہن رکھ کر سود پر قرض لیا جاتا ہے۔

غریب کی معاشی استحصال

سودی کاروبار ایک معاشی قاتل ہے جو قومی اور بین الاقوامی سطح پر کمزور معیشت والے لوگوں کو مزید کمزور بنا رہا ہے، اندرونِ ملک کی ایک ایک رگ سے خون نچوڑ نچوڑ کر، ملکی اور عالمی سرمایہ داروں کی تحویل و تصرف میں

چلا جاتا ہے۔ عالمی سطح پر ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف یہی کام کرتا ہے۔ ممالک کو زبردستی قرض لینے پر مجبور کرتا ہے۔ ملکوں پر اربوں کھربوں روپے کا سود چڑھ جاتا ہے، جس کی سال بہ سال ادائیگی کے لیے حکومتیں عوام پر بھاری ٹیکس لگاتی ہیں۔ عوام کا پیسہ معاشرے سے نچڑ نچڑ کر حکومتوں کے پاس اور حکومتوں کے ہاتھ سے یہ اربوں روپے کے سود کی ادائی مغربی ممالک کے خزانوں میں جاکر جمع ہو جاتا ہے جن کی پوری معیشت پر دنیا کے بڑے چھوٹے ہزاروں سود خور یہودیوں کا قبضہ و کنٹرول ہے۔ بے تحاشہ بڑھتے ہوئے ٹیکس، افراط زر(Inflation)، بے تحاشہ بڑھتی ہوئی مہنگائی، اضافہ پر یہ غربت اور افلاس،

فصل سوم:

اخلاقیات سے متعلقہ مضرات

بے رحم اور سخت دل بننا

سود کی قباحت کو زندگی کے صرف مادّی پہلو سامنے رکھ کر ٹھیک سے اور آسانی سے سمجھ سکنا بہت ہی دشوار ہے۔ انسان کا وجود صرف جسمانی و مادّی ہی نہیں، غالب طور پر اخلاقی بھی ہے۔ سود انسان کو خود غرض، سخت دل اور بے رحم بناتا ہے۔ اسے دولت اور دنیا کا حریص بناتا ہے۔ اُسے معاشرے کے پریشان حال لوگوں کے تئیں اپنی معروف اخلاقی ذمّے داریوں اور اسلامی تعلیمات سے بے نیاز اور بے حس بناتا ہے۔ اور اُسے اپنے خول میں بند Self-centered زندگی گزارنے کا داعیہ دیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک اس طرز کی بے اخلاق وخود غرض زندگی کا تصور نہیں ہے۔ یہ تصورِ حیات باطل کا دیا ہوا ہے۔

فصل چہارم:

افراد معاشرہ پر مرتب کردہ مضرات (انفرادی)

غربت : غربت یا فقر (Poverty) کی اصطلاح کا ذکر عام طور پر کسی انسان یا معاشرے کی بنیادی ضروریات زندگی کے پس منظر میں کیا جاتا ہے یہ کسی معاشرے یا انسان کی مادی ضروریات کی کمی سے تعلق رکھتا ہے۔ معاشی لوازمات زندگی کے اعتبار سے غربت کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے کہ؛

"غربت کسی انسان (یا معاشرے) کی ایسی حالت کا نام ہے جس میں اس کے پاس کم ترین معیار زندگی (minimum standard of living) کے لیے لازم اسباب و وسائل کا فقدان ہو۔ سادہ سے الفاظ میں کہا جائے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ؛ غربت، بھوک و افلاس کا نام ہے۔ جب کسی کو اتنی رقم میسر نہ ہو کہ وہ اپنا یا اپنے اہل و عیال کا پیٹ بھر سکے تو یہی غربت ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو جائے اور اس کے پاس اتنی مالی استعداد نہ ہو کہ وہ دوا حاصل کر سکے تو یہ غربت ہے۔

احساس محرومی

احساس محرومی ایک انسانی کیفیت ہے جو کسی بھی احساس محرومی کے مریض میں جذبات، کسی پریشانی یا غصے کے نتیجے میں واقع ہوتی ہے۔ احساسِ محرومی وہ دماغی یا ذہنی ناخوشگوار کیفیت ہے جو اپنے مقصد یا خواہشات کے پورا نہ ہونے پر محسوس کی جاتی ہے۔ اپنا مقصد حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا، حالات کے ناسازگار ہونے سے یا اپنی شخصی کوتاہیوں یا نااہلیوں کے سبب سے یا کسی ذہنی اُلجھن یا کشمکش کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اِس کیفیت میں کوفت کے علاوہ احساس کمتری و شکست خوردگی میں بھی اِضافہ ہوتا ہے۔ انسانی زندگی دراصل اِس کے ماحول سے مقابلہ کی ایک لامتناہی کشمکش ہے۔

فصل پنجم:

معاشرے پر مرتب عمومی مضرات (اجتماعی)

معاشی ناہمواری

اسلام نے سماج میں معاشی ناہمواری اور افرط و تفریط پیدا نہ ہونے دینے کے لیے انفاق فی سبیل اللہ، صدقات اور زکوۃ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ البقرہ:۲۷۶ اور الروم:۳۸ میں، میں جیساکہ شروع میں حوالہ دیا گیا، زکوۃ و صدقات کو سود کے مقابلے میں اور ایک طرح سے اس کے متبادل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس میں عقلمندوں اور مومنوں کے لیے غور و فکر کا بہت سامان ہے، تاکہ مسلمانوں کی دولت چند مٹھیوں میں بند، تجوریوں میں مقفول اور بینکوں و مالیاتی اداروں میں جاکر منجمد نہ ہو جائے۔ بل کہ سماج کے نچلے اور کمزور طبقوں تک گردش کرتی رہے۔

تجارت کے ذریعے بھی دولت اپنی وسیع تر پیداواری صفت کے ساتھ گردش کرتی ہے۔اسی لیے اسلام نے تجارت کو بہترین ذریعہ کسب معاش قرار دیا ہے۔ لیکن سود کے ذریعے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا لینے کی حرص میں لوگ فکسڈ ڈپازٹ کرکے اپنی فاضل دولت کو براہ راست معاشرے میں گردش کرانے کے بجائے بینکوں میں منجمد (Blocked) کرادیتے ہیں۔ایک سخت ضرورت مند، مصیبت زدہ پریشان حال شخص کو قرض دینے والے لوگ عموماً سماج میں نہیں ملتے کیوں کہ وہ سود پانے کے لیے اپنی دولت کو کہیں جمع کر دیتے ہیں۔

بے ایمانی ڈکیتی، رشوت اور ملاوٹ کا عام ہونا

زیادہ سے زیادہ دولت کمانے اور حرام و حلال کی فکر نہ کرنے اور کمزور معاشی حالت میں پھنسے لوگوں سے بے نیاز ہو کر بس زیادہ سے زیادہ امیر بن جانے کی حرص میں بے ایمانی، ڈکیتی، ملاوٹ، رشوت، غبن اور اسکام و گھوٹالوں کا ایک لمبا شیطانی چکر (Vicious Circle) چلتا ہے، جس میں معاشرے کا عام آدمی پستا چلا جاتا ہے۔ یہ چکر بحیثیت مجموعی اسی سرمایہ دارانہ، خود غرضانہ اور مادّہ پرستانہ نظام کا بنایا ہوا ہے جو عدل، انصاف اور عامۃ الناس کی خیر خواہی و بہبود کے اخلاقی تصور اور اخلاقی بنیادوں سے بالکل عاری ہے۔

خرید و فروخت کی ممنوعہ اشکال کا سد باب

فصل اول:

عقیدۂ توحید و رسالت

عقیدہ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

عقیدہ کے لغوی معنی ہیں باندھی ہوئی چیز یا گرہ لگائی ہوئی چیز،اصطلاح میں کسی بھی انسان کے پختہ اور اٹل نظریات کو عقائد کہا جاتا ہے۔

توحید کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

توحید کا لغوی معنی ایک جاننا یا یکتا تسلیم کرنے کے ہیں،اصطلاح میں توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کو ذات ،صفات کے تقاضوں میں یکتا اور بے مثل ماننا ہے۔عقیدہ توحید انسانی زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبہ میں انمول تبدیلی لاتا

ہے خواہ اس کا تعلق عبادت (اعمال صالحہ) تو عاجزی وانکساری خشوع وخضوع، تقوی وپرہیز گاری، قرب الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ واتباع نبی ﷺ میں نکھار لاتا ہے۔ وہ نمود ونمائش ریاکاری اور شہرت سے اپنے آپ کو بچاتا ہے صبر وشکر کے ساتھ ساتھ توکل کو نصب العین بناتا ہے۔

1۔ اگر اس عقیدہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو انسانیت کی خدمت کا جزبہ پروان چڑھتا ہے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک، اعزواقرباء کے حقوق کا خیال بندہ اور اللہ سے تعلق کو مضبوط اور مثالی بناتا ہے۔ اور ہر آن دو قدم آگے بڑھ کر لوگوں کے ہر دکھ سکھ میں شریک ہو کر فیاضی سے اعلیٰ نمونہ بن جاتا ہے۔

2۔ اور اگر اس کا تعلق تجارت (معیشت) اور معاملات (معاشرت) سے ہو وہ قول الٰہی اور فرمان رسول ﷺ کے مطابق ان کو اور حسین بنادیتا ہے۔ وہ ہر لمحہ وگھڑی عدل انصاف اور وحدت ملی سے کام لیتا ہے۔ رواداری اور اخوت ومساوات کو فروغ دیتا ہے دیانت داری اور افائے عہد کے اصولوں سے عمل صالح کی راہیں متعین کرتا ہے۔ اور وہ جزبہ ایثار وسخاوت کا اظہار کرتا ہے۔ جب انسان اللہ کو ایک مان لیتا ہے تو اپے آپ کو اسی ذات کا محکوم سمجھتا ہے یوں کوشش کرتا ہے کہ اپنی پوری زندگی اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزارے، جب اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کا عزم کرے تو یقیناً ان ممنوع بیوعات سے بچے گا۔

اس کے لیے ہمیں چاہیے کہ کہ پورا معاشرہ اسی توحید کی بنیاد پر قائم ہو جائے اور اس میں اخلاق، تمدن، تہذیب، تعلیم، مذہب، قانون، رسم ورواج، سیاست، معیشت، غرض ہر شعبہ زندگی کے لئے وہ اصول اعتقاداً مان لئے جائیں اور عملاً رائج ہو جائیں جو خداوندِ عالم نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کے ذریعے سے دیئے ہیں۔ خدا کا دین جس کو گناہ کہتا ہے، قانون اسی کو جرم قرار دے، حکومت کی انتظامی مشین اسی کو مٹانے کی کوشش کرے، تعلیم وتربیت اسی سے بچنے کے لئے ذہن اور کردار تیار کرے، منبر ومحراب سے اسی کے خلاف آواز بلند ہو، معاشرہ اسی کو معیوب ٹھہرائے اور معیشت کے ہر کاروبار میں وہ ممنوع ہو جائے۔ اسی طرح خدا کا دین جس کو بھلائی اور نیکی قرار دے، قانون اس کی حمایت کرے، انتظام کی طاقتیں اسے پروان چڑھانے میں لگ جائیں، تعلیم وتربیت کا پورا نظام ذہنوں میں اس کو بٹھانے اور سیرتوں میں اسے رچادینے کی کوشش کرے، منبر ومحراب اسی کی تلقین کریں، معاشرہ اسی کی تعریف

کرے اور اپنے عملی رسم ورواج اس پر قائم کردے، اور کاروبارِ معیشت بھی اسی کے مطابق چلے۔ یہ وہ صورت ہے جس میں انسان ان محرمات اور ممنوع اشکالِ تجارت سے بچے گا۔

عقیدہ رسالت:

عقیدہ کا معنی گرہ لگایا ہوا، رسالت کا مطلب، بھیجنا ارسال کرنا، یہ مسلمانوں کی بنیادی عقائد میں ہے جس طرح عقیدہ توحید ہے اسی طرح عقید ہر رسالت کی اہمیت ہے، اس کا عام مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے اپنے پیغام انسانوں تک پہنچانے کے لئے کم و بیش سوا لاکھ انبیاء مبعوث کئے ہیں ان سب کا پیغام بر حق تھا اور انہوں نے اپنے اپنے زمانوں میں دین کی دعوت پہنچائی اور اس جہاں فانی سے رخصت ہوئے۔ نوع انسانی کی انہی کے احکام ماننے اور ان کے بتائے ہوئے منہیات سے بچتے ہوئے زندگی گزارنے میں کامیابی ہے۔ جب انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو وہ اس دنیا کی زندگی میں ہر کام آخرت کو پیش نظر رکھ کر کرے گا اور حساب میں آسانی کے لئے ہر ممنوع سے بچے گا اور ہر مامور کو بجالائے گا اور اس عارضی زندگی کی وجہ سے ابدی زندگی کو برباد کرنا کبھی گوارا نہیں کرے گا، جس طرح نبی کریمؐ نے اپنی زندگی کی تمام جہتوں پر احکام الٰہی کو نافذ کیا تھا ایسے ہی ہر مسلمان اپنی سیاسی، سماجی اور معاشی زندگی پر وہ احکام لاگو کرے گا، یوں وہ معاشی میدان میں بھی ممنوع قسم کے کاروبار سے اپنے آپ کو باز رکھے گا۔

فصل دوم:

اخلاقیات بحیثیت قوت نافذۃ

اخلاق، لفظ "خلق" کی جمع ہے۔ "خلق" کا لفظ عام طور پر عادت، خصلت اور خُو کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔ راغب اصفہانی کے نزدیک: "خلق کا لفظ عادت اور خصلت کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے جن کا تعلق بصیرت سے ہوتا ہے"۔ جیسا کہ قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہے:

وَاِنَّكَ لَعلیٰ خُلُقٍ عظیم[6]

---

[6] القلم:04

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 2, No. 1 || January-June 2023 || P. 25-53

ترجمہ: اور بے شک آپؐ اخلاق کے بلند ترین مرتبے پر ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی اخلاق کی تکمیل بیان کیا گیا ہے۔اسلام کا نظام اخلاق ہماری زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے۔آج معاشی نظاموں میں بداخلاقیاں اس طرح سرایت کر چکی ہیں کہ ان میں حلال و حرام کی تمیز ہی مٹ کر رہ گئی ہیں۔انسانوں کو اپنے معاشرے میں ساتھ رہتے ہوئے بھی لوگوں کے معاش حقوق کا احساس نہیں۔ اسلام اخلاقیات کو ایمانیات کے ساتھ مربوط کرتا ہے تاکہ انسان اخلاقی ترغیبات سے دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ انسان اخلاقی اصولوں کو اپنائے تو مختلف خواہشات کو ایک اصول کے تحت منظم کر کے پُرسکون زندگی بسر کر سکتا ہے۔

اسلام کی اخلاق تعلیمات معیشت، سیاست اور نظام عبادت میں اسی طرح جاری ہیں جس طرح جسم میں گردش کرتا ہوا خون۔ عصری نظام تجارت میں معاشی بداخلاقیاں رائج ہیں۔احتکار (ذخیرہ اندوزی) ہی کو لے لیں کہ اشیا فروخت کرنے کے لیے بازار میں نہیں لائی جا رہی ہیں۔غذائی اجناس کا ضائع کیا جا رہا ہے۔ ناپ تول میں کمی، بدعہدی، سود، رشوت اور ملاوٹ وغیرہ۔ان کی وجہ سے صارفین کا استحصال ہوتا ہے۔ارتکاز دولت کو تقویت ملتی ہے اور طبقاتی کش مکش پروان چڑھتی ہے۔اسلام معاشی استحصال کے خاتمے کے لیے معاشی اخلاقیات کی تعلیم دیتا ہے۔

ذیل میں چند اہم نکات پیش ہیں:

ناجائز ذرائع آمدن کی ممانعت:

اسلام میں ناجائز ذرائع دولت کی ممانعت ہے:

یایھا الذّین اٰمنوا لاتاکلوا اموالکم بینك بالباطل الا ان تکون تجارةً عن تراض منکم[7]۔

ترجمہ "اے لوگوں جو ایمان لائے ہو، آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، ماسوائے تجارت جو کہ تمہاری باہمی رضامندی سے ہو۔

[7]۔ النساء۲۹

ابن کثیرؒ اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے باطل طریقوں سے مال کھانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ جیسے سود خوری، قمار بازی،، اور ایسے ہی ہر طرح کے ناجائز ذرائع جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے[8]۔

حرام مال سے مراد صرف کھانا نہیں بلکہ مال کا ناجائز استعمال اور اپنے تصرف میں لانا ہے۔ باطل سے مراد ہے ہر ناجائز طریقہ جو عدل وانصاف، قانون اور سچائی کے خلاف ہو۔اس کے تحت جھوٹ، خیانت، غضب، رشوت، سود، سٹہ، جوا، چوری اور معاملات کہ وہ ساری قسمیں آتی ہیں جن کو اسلام نے ناجائز قرار پاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر دونوں طرف سے رضامندی بھی ہو، کیونکہ ان کی رضامندی شریعت الٰہی کے برعکس ہے۔

کاروبار کو شریعت کے مطابق کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ حلال کو اپناتے ہوئے حرام سے بچنا چاہیے اور شرعی قانونی واخلاقی اقدار کو اپنانا چاہیے تاکہ ہر انسان خوشحال زندگی گزار سکے، ذخیرہ اندوزی اور مال ضائع کرنے کے بجائے اس کو مناسب دام میں مارکیٹ میں پیش کرنا چاہیے، عہد کی تکمیل، صداقت، اخوت، عدل واحسان سے ہر قسم کے کاروبار جیسے شرکت، مضاربت کو متعارف کروانا چاہئے۔

اسراف اور تبذیر:

اسراف سے مراد لغو امور پر خرچ کرنا، احتیاجات (ضروریات) سے زیادہ خرچ کرنا، انسان کو جو چیز پسند آئے اس کو خرید لینا، جو جی چاہے کھا لینا ہے، اور مال کو حق کے علاوہ خرچ کرنا، گناہ کے کاموں پر خرچ کرنا چاہے وہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو۔ اگر جائز اور بھلائی کے کاموں پر خرچ کیا جائے تو وہ تبذیر کے زمرے میں نہیں آئے گا۔ گویا اسراف سے مراد جائز اشیا پر خرچ کرنے میں حد سے تجاوز کرنا ہے، جب کہ تبذیر سے مراد ناجائز امور پر خرچ کرنا ہے۔

بیاہ کی رسموں اور غمی کے موقع پر کئی غیر ضروری رسم ورواج پر خرچ بھی اسراف میں آتا ہے، جب کہ دوسری طرف غریب طبقے میں احساسِ کمتری اور مصائب میں اضافہ ہوتا ہے۔ بخیل شخص اپنی بنیادی ضروریات، اہل و

[8] ۔ أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي، تفسير ابن كثير، دار الكتب العلمية، بيروت، 1419ھ-:8/203

عیال، رشتہ داروں، ضرورت مندوں اور سائلین پر خرچ کرنے سے اجتناب کرتا ہے۔ عادتِ بخل کے سبب دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ جاتی ہے۔ معیشت میں اشیا کے لیے صارفین کی طلب میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور حسد و نفرت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ اس لیے اسلام میں اسراف و تبذیر سے منع کیا گیا ہے۔

وكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّه لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ[9]

ترجمہ "کھاؤ پی لو، اور حد سے آگے مت بڑھو، اللہ حد سے آگے نکلنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔

الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا[10]

خرچ میں اعتدال:

اسلام صَرف میں 'اصولِ اعتدال' کو متعارف کرواتا ہے۔ جو انفاق کرتے ہیں نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ کنجوسی، بلکہ اُن کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے۔ ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

ترجمہ "نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھ رکھو اور نہ اسے بالکل ہی کھلا چھوڑ دو کہ ملامت زدہ اور عاجز بن کر رہ جاؤ"۔[11]

اسلام یہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ صارف خرچ کرنے میں 'عدل' سے کام لے، یعنی جہاں روکنا ضروری ہو وہاں روکا جائے اور جب خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ کیا جائے۔ پس خرچ کی ضرورت کی جگہ پر روک رکھنا بخل ہے اور روک رکھنے کی ضرورت کی جگہ خرچ کرنا اسراف ہے اور ان دونوں کے مابین خرچ کرنا اچھا ہے

سود کی ممانعت: ملکی سطح پر اگر نظامِ مالیات کا جائزہ لیا جائے تو یہ سود پر مبنی ہے۔ سودی نظام نہ صرف قوموں کی معاشی بدحالی کا سبب ہے بلکہ معاشرے سے محبت و اخلاص کے جذبات کو بھی ناپید کر رہا ہے۔ سود خور انسانی ہمدردی سے عاری اور دوسروں کی مجبوریوں سے فائدہ اُٹھانے کے درپے ہوتا ہے۔

9۔ اعراف ۷:۳۱

10۔ بنی اسرائیل ۱۷:۲۷

11۔ الاسراء:29

سودی نظام میں ایثار و احسان جیسی اخلاقی قدروں کا تصور بھی محال ہے۔ عالمی اقتصادی نظام سودی سامراجیت کو پروان چڑھاتا ہے۔ قوموں میں بُغض و عداوت کا بیج بوتا ہے جو بالآخر جنگ کا پیش خیمہ بھی بن جاتا ہے۔ اسلام میں سود کی قطعی حُرمت کا حکم ہے۔

یٰاَیُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہ وَ ذَرُوْا ما بقی من الربوا ان کنتم مُّؤْمِنِیْنَ o فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہِ وَ رَسُوْلِہ[12]۔

آج بھی اگر اسلامی نظامِ اخلاق کو معیشت کے اندر نافذ کیا جائے تو غربت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ عوام الناس کی مادی و روحانی خوش حالی ممکن ہے۔ معیشت ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ نظامِ معیشت میں اخلاق کی بنیاد نفع اندوزی اور ملی فوائد پر رکھی جاتی ہے۔ انھیں ہر وقت شکست وریخت اور تبدیلی کا خطرہ رہتا ہے، اور ایسا نظام پائیدار نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کی معاشی پس ماندگی کا ایک سبب اخلاقی گراوٹ، مذموم صفات اور ناپسندیدہ خصائص میں آلودہ ہونا ہے۔ لہٰذا ہر ذی ہوش مسلمان کا فرض ہے کہ اصلاح اخلاق کی جانب توجہ دے، اور جیسے بھی ممکن ہو اخلاق کو انفرادی و اجتماعی سطح پر سنوارا جائے تاکہ مستقبل میں ہم دنیا کی قوموں میں ایک معزز قوم بن کر اُبھر سکیں۔ عاملات میں مصلحت عامہ اور انصاف کی رعایت کو بنیادی اہمیت دی ہے اور اسی کو معاملات سے متعلق تمام تصرفات کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اسلام نے معاملات میں مصلحت عامہ اور انصاف کی رعایت کو بنیادی اہمیت دی ہے اور اسی کو معاملات سے متعلق تمام تصرفات کی بنیاد قرار دیا ہے.

زیر نظر نصوص کے مطالعے کی روشنی میں آپ اگر جائزہ لیں کہ اسلام لوگوں کے معاملات میں کیا طرز عمل اختیار کرتا ہے تو آپ کو صاف نظر آجائے گا کہ وہ ان میں کس طرح اپنے آسمانی مزاج کی روح پھونک دیتا ہے۔ وہ خشک قانونی عبارتوں کو اخلاق و ادب کی نصیحتوں اور ہدایتوں میں ڈھال دیتا ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ معاملات کا انحصار مصلحت عامہ پر رکھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس چیز کو کچھ لوگ ماننا چاہیں، اسے نیک عمل

12۔(البقرہ،۲۷۹،۲۷۸)

قرار دے دیا جائے۔ ایسا ہر گز نہیں۔ اسلام نے جس چیز کو حرام قرار دے دیا ہے، جیسے: سود یا زنا، اسے انسانی مفاد و مصلحت کی چیز نہیں تسلیم کیا جا سکتا۔ اسی طرح دونوں فریقوں کی رضا مندی بھی ان برائیوں کو جائز نہیں بنا سکتی، چاہے تمام دنیاوی قوانین اسے جائز قرار دینے لگیں۔ یہ بات پہلے کہی جا چکی ہے کہ دینی احکام معاشرے کے پورے وجود کا احاطہ کیے ہوئے ہیں یہاں ہم صرف دو پہلوؤں کا ذکر کریں گے، جن سے سارے معاملات میں اسلامی چھاپ اور رنگ کی نوعیت واضح ہو جائے گی۔ کچھ معاملات خرید و فروخت، لین دین، رہن اور قرض وغیرہ کاروباری امور سے متعلق ہوتے ہیں اور کچھ معاملات جنگ و امن، دعوت، قبول و انکار اور صلح وغیرہ سیاسی امور سے تعلق رکھتے ہیں۔ دونوں قسم کے معاملات کے سلسلے میں بہت سی احادیث مروی ہیں:

1 حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بازار میں بیچنے کے لیے کوئی سامان رکھا اور اس کے بیچنے کے سلسلے میں قسم کھائی تو یہ آیت نازل ہوئی[13]۔ فرمایا:

ترجمہ "جو لوگ اللہ کی قرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا سا مول لے لیتے ہیں، ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ قیامت کے دن ان سے نہ اللہ بات کرے گا اور نہ ان کی طرف نگاہ کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے[14]۔

2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کوئی غذائی جنس بیچ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: "یہ کیا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دام پوچھے، اس نے بتا دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اندر ہاتھ ڈالا تو اسے پانی سے نم پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا: یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ بارش کا پانی پڑ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسے اوپر کیوں نہیں رکھا کہ لوگ دیکھ سکتے؟ پھر

---

[13]۔ عبدالرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ)، الدر المنثور، دار الفكر، بيروت: 244/2

[14]۔ (آل عمران: 77)

آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ”جس نے فریب کاری کی وہ ہم میں سے نہیں[15]۔

3 حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خرید وفروخت کرنے والے جب تک الگ نہ ہو جائیں انہیں (سودا منسوخ کرنے کا) اختیار باقی رہتا ہے۔ اگر دونوں سچائی سے کام لیں گے تو ان کے سودے میں برکت ہو گی۔ اور اگر جھوٹ بولیں گے اور چھپائیں گے تو اس کی برکت مٹادی جائے گی۔[16]“

4 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”باہر (دیہاتوں) سے سودا لے کر بیچنے آنے والے سواروں سے (شہر کے باہر ہی) نہ ملو اور نہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیچے (یعنی دلالی نہ کرے[17]۔“ (مسلم)

5 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایسا سخت زمانہ آئے گا جب خوش حال لوگ اپنی دولت سمیٹتے رہیں گے، جب کہ انہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ”اور آپس میں احسان کرنا نہ بھلادو[18]“

6 اسی طرح مجبوری کی حالت میں خریداری نہ ہو گی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور آدمی کی طرف سے فروخت کو منع فرمایا[19]۔ یعنی کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر یا اسے مجبور کر کے اس کا سامان کم قیمت پر نہ لیا جائے۔

7 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سود خور، اس کا کھلانے والے، اس کی تحریر کے محرر اور اس کے شہود پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ وہ سب گناہ میں برابر ہیں[20]۔

---

[15]۔ سنن الترمذي ت بشار (597/2)، حدیث نمبر: 1315

[16]۔ صحیح مسلم (1164/3)، حدیث نمبر: 47

[17]۔ محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمی، البُستي (المتوفى: 354ھ)، صحیح ابن حبان، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة: الأولى، 1408ھ-1988م (337/11)، حدیث نمبر: 4962

[18]۔ (البقرۃ: 732)

[19]۔ سنن أبي داود ت الأرنؤوط (264/5)

[20]۔ صحیح البخاري (59/3)، رقم: 2083

8 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں رواج یہ تھا کہ کھجور کی فصلیں ایک ایک دو دو سال پہلے سے بیچ دی جاتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت دی کہ مقررہ وزن، مقررہ قیمت اور مقررہ مدت کے ساتھ سودا کیا جائے۔

فصل سوم:

عقیدہ آخرت بحیثیت قوت محرکہ

عقیدہ آخرت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اس بات کا پختہ یقین رکھے کہ ایک دن لازماً ایسا آئے گا جس میں تمام انسانوں کے اعمال کی جانچ پڑتال ہو گی۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ[21]

چنانچہ انسان اس حقیقت کو تسلیم کرے کہ اس دنیا کے خاتمے کے بعد اللہ تعالیٰ دوسرا عالم پیدا کرے گا اور ان کا محاسبہ کرے گا اور اس بات کا یقین رکھے کہ اللہ تعالی کے حساب و کتاب کے بعد جو نیک قرار پائیں گے وہ جنت میں جائیں گے اور جو برے اعمال کے ساتھ حاضر ہوں گے وہ دوزخ میں جائیں گے۔ اور یہی انسان کی کامیابی و ناکامی کا پیمانہ ہے۔

آخرت کا مفہوم

آخرت سے مراد موت کے بعد کی زندگی ہے جسے حیاتِ آخرت بھی کہتے ہیں۔ عقیدہ آخرت کے اثرات انسان کی زندگی پر لا محالہ پڑتے ہیں۔ جواب دہی کا احساس اسے نیکی و تقویٰ کی راہ پر گامزن کرتا ہے، اس کے افکار و نظریات کو ایمان کے رنگ میں رنگ دیتا ہے، اس کا ایمان اسے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے اور اس کا ایمانی شعور اسے ہر سمت سے کاٹ کر اس شاہراہ پر ڈال دیتا ہے جو اسے رب ذوالجلال کی خوشنودی کی طرف لے جانے والی اور حزب اللہ میں شامل کرنے والی ہے۔ لیکن اگر عقیدہ آخرت کمزور ہوا، مرنے کے بعد اٹھائے جانے

[21]۔(المومنون:١١٥)

اور جزاو سزا کے نفاذ کا تصور ذہنوں سے محو ہو گیا یا اسلامی عقیدہ کی گرفت ڈھیلی ہو گئی تو انسان فکری بگاڑ و عملی و اخلاقی فساد کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔اس کی ایمانی قوت کمزور پڑ جاتی ہے، بداعمالیوں کا خو گر ہو جاتا ہے اور پھر وہ ایسی شاہراہ پر چل پڑتا ہے جو اسے شیطان کی طرف لے جاتی ہے اور بالآخر وہ حزب الشیطان میں شامل ہو جاتا ہے، جس کا انجام ہلاکت و تباہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

جو انسان اس عقیدے پر پکا ہو گا کہ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے رسول برحق ہیں یہ دنیا میں اللہ کے سفراء ہیں ان کی دعوت اللہ کی طرف سے وحی الہی ہے، ان کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے تو یقیناوہ رسول کے بتائے ہوئے معاشی احکام اور ان کے کئے طرق تجارت کو اپنائے گا، اور جس جس کاروبار سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہے گا۔

فصل چہارم:

قواعد حلت و حرمت

حلال :ہر وہ چیز یا عمل جس کی شریعت نے اجازت دی ہو۔

حرام :وہ کا جس کو اسلام نے حتمی طور پر منع کیا ہو اس کے مرتکب کو سزاوار ٹھہرائے اور کچھ صورتوں میں دنیا میں بھی سزا ملتی ہے۔

زمانہ جاہلیت میں حلال و حرام کا تصور و اصول بہت مبہم اور غیر واضح تھے۔اہل جاہلیت جن بہت سی باتوں میں گمراہی کا شکار ہو گئے تھے، ان میں سے ایک حلال و حرام کا معاملہ بھی تھا جس میں وہ اس طرح الجھ گئے کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر بیٹھے۔اس سلسلے میں مشرکین اور اہل کتاب دونوں کا طرز عمل یکساں تھا۔یہ گمراہی دو انتہاؤں پر تھی۔ایک انتہا وہ جس پر ہندستانی برہمنیت، مسیحی رہبانیت اور وہ مذہبیت تھی جس کے نزدیک جسم کو اذیت دینا روا تھا اور جس نے اچھے رزق اور زینت کی چیزوں کو حرام کر دیا تھا اور بعض راہبوں کے نزدیک تو پاؤں دھونا اور حمام میں داخل ہونا بھی باعث گناہ تھا۔دوسری انتہا پر فارس کا مزدک مذہب تھا جس نے مکمل اباحیت کا نعرہ بلند کیا۔ اس مذہب میں ہر چیز جائز تھی، یہاں تک کہ عزت و حرمت بھی جس کو انسان فطرۃ مقدس مانتا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں عربوں نے حلت وحرمت کا بالکل غلط معیار قائم کر رکھا تھا۔ چنانچہ ان کے نزدیک شراب نوشی، سود خواری، عورتوں سے بدسلوکی اور قتل اولاد جیسی چیزیں بالکل جائز تھیں۔ انھوں نے قتل اولاد جیسے فعل کو خوش نما بنانے کے لیے کچھ باتیں گھڑلی تھیں جن کو وجہ جواز بنا کر پیش کرتے تھے۔ مثلاً فقر وفاقہ کا اندیشہ لڑکی کی پیدائش کا باعث عار ہوتا اور اپنے معبودوں کے تقرب کے لیے اولاد کو بھینٹ چڑھانا وغیرہ۔

عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف انھوں نے اپنے جگر گوشوں کو قتل کرنا یا زندہ درگور کرنا بالکل جائز کرلیا تھا اور دوسری طرف انھوں نے کھیت اور چوپائے جیسی بہت سی پاکیزہ چیزیں اپنے اوپر حرام کرلی تھیں اور دوسری طرف تماشا یہ کہ اس حلت وحرمت کو انھوں نے اللہ کی طرف منسوب کرکے دینی حیثیت دے دی تھی لیکن اللہ تعالی نے ان کی ان افترا پردازیوں کو یکسر باطل قرار دیا :

اپنے زعم کے مطابق۔۔اور کچھ چوپائے ایسے ہیں جن کی پشتیں حرام کر دی گئی ہیں سواری کے لئے اور کچھ چوپایوں پر وہ اللہ کا نام نہیں لیتے اس پر افترا کرتے ہوئے۔اللہ عنقریب انھیں اس افترا پردازی کا بدلہ دے گا۔ اسلام آیا تو یہ گمراہی اور حلال وحرام کے معاملے میں یہ بے راہ روی موجود تھی۔ اسلام نے اس کی اصلاح کی طرف توجہ کی اور پہلا قدم یہ اٹھایا کہ تشریع کے اصول مقرر کیے اور ان کو حلت وحرمت کی اساس بنایا جس کے نتیجہ میں اعتدال و توازن پیدا ہوا اور عدل کا صحیح معیار قائم ہوا، نیز اس کی بدولت امت مسلمہ گمراہی اور انحراف کی راہ اختیار کرنے والے دائیں اور بائیں..... گروہوں کے درمیان امت وسط (اعتدال پر قائم رہنے والی) امت قرار پائی جسے اللہ تعالی نے خیر امت کے لقب سے نوازا۔

1-اسلام کا پہلا اصول

تمام اشیاء اصلا مباح ہیں:

اسلام نے جو پہلا اصول مقرر کیا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی پیدا کردہ تمام چیزیں اصلاً حلال اور مباح ہیں۔ حرام صرف وہ چیزیں ہیں جن کی حرمت کے بارے میں صحیح اور صریح نص وارد ہوئی ہے۔ لہذا اگر صحیح نص موجود نہ ہو بلکہ ضعیف ہو یا حرمت پر صریح طور سے دلالت نہ کرتی ہو تو اصل اباحت برقرار رہے گی۔

علمائے اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ تمام اشیا اور نفع بخش چیزیں اصلا مباح اور جائز ہیں۔

ان کا استدلال قرآن کی درج ذیل آیات سے ہے:

هو الذي خلق لكم مافي الأرض جميعا[22]،

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کر دیں۔

وسخر لكم ما في السموت وما في الأرض جميعا منه[23]

ترجمہ: اس نے تمھارے لیے آسمان اور زمین کی ساری چیزیں اپنی طرف سے مسخر کر دیں۔

الم تروا أن الله سخر لكم ما في الشموت وما في الأرض وأسبع عليكم نعمه ظاهرة وباطنة[24]۔

ترجمہ: تم نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں تمھارے لیے مسخر کی ہیں اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اتمام کیا ہے۔

اللہ تعالی نے ان سب نعمتوں کو انسان کے لیے مسخر کر کے اس پر احسان فرمایا ہے، لہذا یہ کیوں کر باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ ان نعمتوں کو حرام ٹھیرا کر ان کے استفادہ سے انھیں محروم کرے گا؟ واقعہ یہ ہے کہ اس نے صرف چند چیزوں کو حرام کیا ہے اور وہ بھی کسی خاص سبب یا مصلحت کی بناپر جس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔ گویا اسلامی شریعت میں محرمات کا دائرہ بہت تنگ ہے۔ برعکس اس کے حلال کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حرمت کے احکام پر مشتمل نصوص جو صحیح بھی ہوں اور صریح بھی، بہت کم ہیں اور باقی تمام چیزیں جن کی حلت یا حرمت کے

22۔(البقرہ،۲۰)

23۔(الجاثیہ،۴۵)

24۔(لقمان،۳۱)

بارے میں کوئی نص وار نہیں ہوئی ہے مباح الاصل ہیں اور ان کے سلسلے میں اللہ تعالی کی طرف سے کوئی گرفت نہیں ہے۔

اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں جس کو حلال ٹھیرایا ہے، وہ حلال ہے اور جس کو حرام ٹھیرایا ہے وہ حرام ہے اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا ہے وہ معاف ہیں، لہذا اللہ تعالی کی اس فیاضی کو قبول کرو، کیونکہ اللہ سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا، پھر آپ نے سورہ مریم "کی آیت (اللہ سے بھی بھول سرز نہیں ہوتی تلاوت فرمائی۔

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ:

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السمن والجبن والغراء فقال الحلال ما أحل الله في كتابه والحرام ماحرم الله في كتابه وما سكت عنه فهو مما عفا لكم[25].

بعض چیزیں استحباب اور بعض چیزیں کراہت کے درجہ میں ہوتی ہیں لیکن جب تک شریعت پابندی عائد نہ کرے وہ اپنی اصل اطلاقی حالت پر باقی رہتی ہیں۔ اس اصول کی تائید صریح حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے: كنا نعزل والقرآن ينزل فلو كان شيا ينهى عنه لنهانا عنه القران" ہم عزل کیا کرتے تھے درآنحالیکہ قرآن نازل ہو رہا ہوتا۔ اگر کوئی بات ایسی ہوتی جس کی ممانعت کی جانی چاہیے تھی تو قرآن اس سے منع کرتا۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس چیز کے بارے میں قرآن نے سکوت اختیار کیا ہے وہ نہ حرام ہے اور نہ اس سے روکا گیا ہے۔ ایسی تمام چیزیں لوگوں کے لیے جائز ہیں جب تک کہ ممانعت پر دلالت کرنے والی کوئی نص سامنے نہ آجائے۔ اس معاملہ میں صحابہ کا فہم ان کے کمال تفقہ کی علامت ہے الغرض اس سے اسلام کے اس مہتم

25۔ (مستدرک حاکم (۲/۳۷۵) مجمع الزوائد (۵۵) رق الحدیث (۱۱۱۲۰) السنن الکبری للبیھقی (۱۰/۱۲)

بالشان اصول کا تعین ہو جاتا ہے کہ عبادت وہی مشروع ہے جسے اللہ نے مشروع کیا ہے اور عادات سے متعلق کوئی چیز اللہ کی تحریم کے بغیر حرام نہیں ہوتی ہے[26]۔

2-اسلام کا دوسرا اصول .

تحلیل و تحریم اللہ ہی کا حق ہے

اسلام نے دوسرا اصول یہ مقرر کیا کہ وہ اقتدار جو تحلیل و تحریم کے اختیارات کا اصل سرچشمہ ہے، مخلوق کا نہیں بلکہ صرف خالق کا حق ہے۔ عالم ہوں یا درویش بادشاہ ہوں یا حکمران کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ بندگان خدا پر کسی چیز کو حرام ٹھیرائے۔ جو شخص بھی اس کی جسارت کرے گا وہ حد سے تجاوز کرنے اور اللہ کے تشریعی حقوق میں زیادتی کا مرتکب ہو گا۔ اس کی اتباع کرنا اور اپنے عمل سے اس پر اظہار رضامندی کرنا شرک کے مترادف ہے۔

اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أربابا من دون الله والمسيح ابن مريم ، وما أمروا إلا ليعبدوا إلها واحدا لا إله الا هو سبحنه عما يشركون[27]۔

انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے احبار و رہبان کو اپنا رب بنالیا اور مسیح بن مریم کو بھی۔ حالاں کہ انھیں ایک الہ کے سوا کسی کی عبادت کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ وہ جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ پاک ہے وہ ان کی مشرکانہ باتوں سے۔

أم لهم شركوا شرعوا لهم من الدين مالم يأذن به الله[28]۔

ترجمہ: کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنھوں نے ان کے لیے دین کے وہ طریقے مقرر کیے ہیں جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔

26۔ (تالیف ابن تیمیہ ص ۱۱۲، ۱۱۳)
27۔(التوبہ: ۳۱)
28۔(الشوری، ۴۲)

یہود و نصاری نے تحلیل و تحریم کے اختیارات احبار و رہبان کو دے رکھے تھے جس پر قرآن نے سخت نکیر فرمائی: عدی بن حاتم جنھوں نے اسلام سے پہلے نصرانیت قبول کر لی تھی، جب نبی اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا تو عرض کیا، یا رسول اللہ ان لوگوں نے احبار رہبان کی عبادت تو نہیں کی۔ آپ نے فرمایا، کیوں نہیں؟ انھوں نے ان پر حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھیرایا تھا اور ان لوگوں نے ان کی اتباع کی۔ احبار ورہبان کی عبادت کا یہی مطلب ہے۔

ان روشن آیات اور واضح احادیث سے فقہاے اسلام نے حتمی طور پر جان لیا کہ حلت و حرمت کا اختیار اللہ وحدہ ہی کو ہے اور وہی اپنی کتاب یا رسول کی زبانی لوگوں کو حلال و حرام سے آگاہ کرتا ہے اور فقہاء کا کام اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ وہ اس حلت و حرمت کو بیان کریں۔ شریعت سازی ان کا کام نہیں۔ یہ فقہاء اجتہاد و امامت کی صلاحیت رکھنے کے باوجود فتوی دینے سے احتراز کرتے تھے اور یہ کام دوسروں کے سپرد کرتے تھے، اس اندیشہ سے کہ غلطی سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہ کر بیٹھیں۔

امام شافعی'' نے ''کتاب الام'' میں قاضی ابو یوسف سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے بہت سے اہل علم مشائخ کو دیکھا کہ وہ فتوی دینا پسند نہیں کرتے اور کسی چیز کو حلال یا حرام کہنے کے بجائے کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اسے بلا تفسیر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ابن سائب جو ممتاز تابعی ہیں، کہتے ہیں کہ اس بات سے بچو کہ تمھارا حال اس شخص کا سا ہو جائے جو کہتا ہے کہ اللہ نے فلاں چیز حلال کی ہے یا اسے پسند ہے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالی فرمائے گا کہ نہ میں نے اس کو حلال کیا تھا اور نہ مجھے پسند تھی۔ اسی طرح تمھارا حال اس شخص کا سا بھی نہ ہو جائے جو کہتا ہے کہ فلاں چیز اللہ نے حرام کر دی ہے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالی فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے۔ میں نے اسے حرام کیا تھا اور نہ اس سے روکا تھا۔

3- اسلام کا تیسرا اصول .

حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینا شرک کے قبیل سے ہے:

اسلام نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو تحلیل و تحریم کے مختار بن جاتے ہیں۔ خاص طور سے اسلام نے حلال کو حرام کرنے والوں پر شدید گرفت کی ہے، کیونکہ اس کے نتیجے میں انسان بلا وجہ تنگی اور ضیق میں مبتلا ہو جاتا ہے اور تعمق پسندانہ مذہبیت کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے, حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تعمق و تشدد کے رجحان کو سختی سے دبایا اور اس قسم کا رویہ اختیار کرنے والوں کی سخت مذمت کی۔ آپ نے فرمایا:

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ! کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہوگئے، آگاہ ہو جاؤ کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ دین میں تعمق و تشدد پیدا کرنے والے ہلاک ہوگئے۔

اور رسالت محمدی کی خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ: میں ایسے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جو حنیف بھی ہے اور فراخ بھی ،اور ایک جگہ فرماتے ہیں:

أَحَبُّ الدِّينِ إِلَى اللهِ الحَنِيفِيَّةُ السَّمْحَةُ[29]۔

چنانچہ یہ دین عقیدہ و توحید کے معاملے میں حنیف اور شریعت و اعمال کے معاملے میں فراخ ہے اور شرک اور حلال کو حرام کرنے کا فعل اس کی بالکل ضد ہے۔ ایک حدیث اس سے واضح ہے کہ حلال کو حرام کرنا شرک کے قبیل سے ہے۔ اس لیے قرآن نے مشرکین عرب کے شرک، بت پرستی اور کھیتی اور چوپایوں جیسی پاکیزہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینے پر سخت نکیر کی۔ بحیرہ، سائب، وصیلہ اور حام ان ہی کے حرام کردہ چوپائے تھے چنانچہ جب اونٹنی پانچ بچے جن لیتی اور آخری بچہ نر ہوتا تو مشرکین اس اونٹنی کے کان کاٹ ڈالتے اور اس پر سواری کو ممنوع قرار دے کر اسے اپنے معبودوں کے لیے چھوڑ دیتے۔ پھر اس کو ذبح کرنا اور اس پر بار برداری کرنا سب حرام ہو جاتا۔ اس کو پانی کے گھاٹ یا چراگاہ سے ہٹایا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اس کا نام انھوں نے بحیرہ یعنی کان کٹی ہوئی اونٹنی رکھا تھا۔

[29]۔ صحیح البخاری (16/1)

اسی طرح سائبہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کو کوئی شخص اپنے سفر سے واپس آجانے یا مرض سے شفایاب ہو جانے پر اپنے معبودوں کے نام چھوڑ دیتا۔ بکری اگر مادہ اور نر بچے جنتی تو نر کو اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرنے کے بجائے اسے آزاد چھوڑ دیتے اور اس کا نام وصیلہ رکھتے، اسی طرح اس اونٹ کے بچہ کا بچہ بار برداری کے قابل ہو جاتا تو اس بوڑھے اونٹ پر سواری اور بار برداری کو ممنوع قرار دیتے اور اس کا نام حام رکھتے قرآن نے اس تحریم کو منکر قرار دیا اور اس قسم کی گمراہیوں میں اپنے آباء کی تقلید کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھی اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افترا باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر نرے بے عقل ہیں۔

مراجع و مصادر

- ❖ القرآن الکریم
- ❖ الاستذکار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار وعلماء الأقطار أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي، دار الكتب العلمية—بيروت الطبعة: الأولى، 1421—2000
- ❖ اسلام کا تجارتی ضابطہ اخلاق، ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن، مکتبہ افکار اسلامی، لاہور
- ❖ اقتصادیات اسلام، تشکیل جدید ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن لاہور
- ❖ البحر الرائق شرح كنز الدقائق المؤلف: زين الدين بن إبراهيم بن نجيم، المعروف بابن نجيم المصري، دار المعرفة بيروت
- ❖ بداية المجتهد ونهاية، محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن رشد، مطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده، مصر الطبعة الرابعة، 1395ھ/-1975م
- ❖ بدائع الصنائع، الکاسانی، علاؤالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
- ❖ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي، دار الكتب العلمية الطبعة الثانية، 1406ھ—1986م
- ❖ بنک کا سود، ڈاکٹر محمد علی القری، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد

❖ بہار شریعت، امجد علی اعظمی، مولانا، کراچی، مکتبہ المدینہ، 2009ء،
❖ تجارت کی کتاب، حافظ عمران ایوب لاہوری، فقہ الحدیث پبلیکیشنز، لاہور
❖ تجارتی کمپنیوں کا لائحہ عمل، ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی، ادارہ اسلامیات، کراچی
❖ التراتيب الإدارية والعمالات والصناعات والمتاجر والحالة العلمية التي كانت على عهد تأسيس المدنية الإسلامية في المدينة المنورة العلمية محمد عَبْد الحَيّ بن عبد الكبير ابن محمد الحسني الإدريسي، المعروف بعبد الحي الكتاني عبد الله الخالدي دار الأرقم—بيروت الطبعة: الثانية
❖ الترغيب والترهيب من الحديث الشريف عبد العظيم بن عبد القوي المنذري أبو محمد دار الكتب العلمية— بيروت، الطبعة الأولى، 1417، إبراهيم شمس الدين
❖ تفسير القرآن العظيم أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي المحقق: سامي بن محمد سلامة الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع الطبعة: الثانية 1420ه—1999م
❖ تمدن عرب، ڈاکٹر گستاولی بان، مترجم سید علی بلگرامی، مطبوعہ اعظم پرنٹنگ پریس حیدر آباد،
❖ حاشية ابن عابدين المؤلف: ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي الحنفي دار الفكر- بيروت الطبعة الثانية، 1412ه—1992م
❖ خرید و فروخت کی مروجہ صورتیں اور ان کی شرعی حیثیت، ڈاکٹر محمد توفیق رمضان بوطی، شریعہ اکادمی، اسلام آباد
❖ خرید و فروخت اور نفع کمانے کے شرعی احکام ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی، ادارہ اسلامیات کراچی
❖ دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، حافظ ذوالفقار احمد، لاہور
❖ ربو اور بنک کا سود، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد
❖ رد المحتار على الدر المختار، ابن عابدين، محمد أمين بن عمر عابدين الحنفي، دار الفكر، بيروت، الطبعة: الثانية، 1412ه—1992م،

❖ رسول اکرم بحیثیت تاجر، ترتیب وتدوین حافظ محمد عارف گھانچی

❖ سنن ابن ماجه - أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني المحقق: شعيب الأرنؤوط - دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430ھ-2009م

❖ سنن ابن ماجه، ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، دار الرسالة العالمية، 2009م

❖ سنن ابوداؤد، ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی، دار احیاء السنۃ النبویۃ، بیروت

❖ سنن أبي داود أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني، المحقق: شعَيب الأرنؤوط - الناشر: دار الرسالة العالمية الطبعة: الأولى، 1430ھ-2009م

❖ سنن الترمذي محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى المحقق: بشار عواد معروف دار الغرب الإسلامي – بيروت سنة النشر: 1998م

❖ السنن الصغرى للنسائي أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة الناشر: مكتب المطبوعات الإسلامية – حلب الطبعة: الثانية، 1406–1986

❖ السنن الكبرى أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي المحقق: محمد عبد القادر عطا دار الكتب العلمية، بيروت – لبنات الطبعة: الثالثة، 1424ھ-2003م

❖ شرکت الوجوه، شیخ محمد رفیق یونس، مترجم ڈاکٹر محمد مہربان باروی، شیخ زید اسلامک ریسرچ سینٹر جامعہ کراچی

❖ شرکت و مضاربت عصر حاضر میں، ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی، مکتبہ معارف القرآن، کراچی

❖ صحيح مسلم مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري النيسابوري دار إحياء التراث العربي – بيروت محمد فؤاد عبد الباقي

❖ عہد رسالت اور عہد صحابہ میں علمی سرگرمیاں، حافظ محمد ابراہیم فیضی، دار العلم والتحقیق، کراچی

❖ الفتاوى الهندية المؤلف: لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي الناشر: دار الفكر الطبعة الثانية، 1310ھ-

❖ فتح الباري شرح صحيح البخاري أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي: دار المعرفة - بيروت، 1379

- الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ أ.د. وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ، الناشر: دار الفكر - سوريَّة – دمشق الطبعة الرَّابعة
- الفقه الميسر في ضوء الكتاب والسنة، مجموعة من المؤلفين، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، 1424
- الفقه على المذاهب الأربعة، عبد الرحمن بن محمد عوض الجزيري، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الثانية، 1424ھ--2003م،
- کتاب البیوع، شیخ الحدیث عبد الستار الحماد، مرکز الدراسات الاسلامیہ میاں چنوں
- مختار الصحاح زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي المحقق: يوسف الشيخ محمد المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت - الطبعة: الخامسة، 1420ھ/1999م
- مراتب الإجماع في العبادات والمعاملات والاعتقادات المؤلف: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري دار الكتب العلمية – بيروت
- المستدرك على الصحيحين أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن الحكم النيسابوري، تحقيق: مصطفى عبد القادر عطا دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة: الأولى، 1411–1990
- مسند الإمام أحمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، مؤسسة الرسالة، 2001م
- مسند الدارمي المعروف ب-(سنن الدارمي) أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَهرام بن عبد الصمد الدارمي، التميمي السمرقندي حسين سليم أسد الداراني دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية
- المعجم الأوسط أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني دار الحرمين - تحقيق: طارق بن عوض الله بن محمد, عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني القاهرة، 1415
- المعجم الكبير سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني حمدي بن عبد المجيد السلفي مكتبة ابن تيمية – القاهرة الطبعة: الثانية
- معیشت نبوی، سید فضل الرحمن دار العلم والتحقیق کراچی

- معیشت و اقتصاد کا اسلامی تصور، حکیم محمود احمد غضنفر، ادارہ اسلامیات لاہور
- الموسوعة الفقهية الكويتية صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت، الطبعة: (من 1404 - 1427 هـ).. الأجزاء 1 - 23: الطبعة الثانية، دار السلاسل – الكويت الأجزاء 24 - 38: الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة - مصر. الأجزاء 39-45: الطبعة الثانية، طبع الوزارة
- موطأ مالک، مالك بن أنس أبو عبد الله الأصبحي، دار إحياء التراث العربي – مصر، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي
- نصب الراية لأحاديث الهداية مع حاشيته بغية الألمعي في تخريج الزيلعي جمال الدين أبو محمد عبد الله بن يوسف بن محمد الزيلعي المحقق: محمد عوامة مؤسسة الريان للطباعة والنشر - بيروت - لبنان/ دار القبلة للثقافة الإسلامية- جدة – السعودية الطبعة الأولى، 1418هـ/1997م
- نيل الأوطار من أحاديث سيد الأخيار شرح منتقى الأخبار: محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني تحقيق: عصام الدين الصبابطي الناشر: دار الحديث، مصر الطبعة: الأولى، 1413هـ-1993م

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)